براہینِ قاطعہ

بجواب

انوارِ ساطعہ

مروجہ مولود و فاتحہ اور شرک و بدعات و رسومات کے رد میں لاجواب کتاب
جس میں "انوار ساطعہ" کا مفصّل جواب اور احمد رضا خاں صاحب کے بہتانات کے شافی جواب شامل ہیں

حضرت مولانا خلیل احمد محدّث سہارنپوریؒ
حسب الحکم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ
ضمیمہ از: مولانا محمد منظور نعمانی

دار الاشاعت
اردو بازار کراچی ۱ فون ۲۶۳۱۸۶۱

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

اے لوگو! تحقیق آئی تمہارے پاس حجت تمہارے رب کی طرف سے

الحمد للہ تعالیٰ الاعلیٰ کہ کتاب لاجواب ماحی رسوم و بدعات و دافع
اوہام و ظلمات محلّٰی بحجج لامعہ موشی بدلائل نافعہ اعنی

البراهين القاطعة

علیٰ

ظلام الانوار الساطعة

الملقب

بالدلائل الواضحة

علےٰ

کراهة المروج من المولود والفاتحة

بامر حضرت بقیۃ السلف حجۃ الخلف رأس الفقہاء والمحدثین تاج العلماء الکاملین جناب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ

دار الاشاعت
اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی ۱

اشاعت اول مارچ ۱۹۸۶ء

اس ظہور نعمت کا بیان ہوتا ہے ہم تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں بدیں معنی کہ اے اللہ تعالیٰ ہم نے تیری اس نعمت بھیجی ہوئی کو عظیم جانا اس سے دو باتیں حاصل ہوئیں ایک یہ کہ تعظیم نقل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کیوں کہ آپ کی تشریف آوری عالم دنیا کا ذکر سن کر بہیئت تعظیم کھڑے ہو گئے دوسرے یہ کہ یہی تعظیم رسول اللہ علیہ وسلم بعینہٖ تعظیم ہو گئی اللہ تعالیٰ کی کیوں کہ نعمت کی تعریف خود منعم کی تعریف ہے اور نعمت کی تعظیم سراسر منعم کی تعظیم ہے پس یہ دست بستہ کھڑا ہونا در حقیقت منعم حقیقی کے سامنے ہے شکریہ عطائے نعمت میں اب خیال فرمایئے کہ اس معنی کو شرک اور کفر سے کیا علاقہ فماذا بعد الحق الا الضلال ایک قباحت کا جواب تو ہو چکا اب دوسری قباحت کا جواب سنیے کہ تمام مولد شریف پڑھنے والے اپنی زبان سے خوب تصریح و توضیح سے تعیین یوم ولادت کی شرح کرتے ہیں شاہ سلامت اللہ صاحب کے مولد شریف میں ہے بارھویں تاریخ ربیع الاول کی صبح صادق کے وقت پیر کے دن حضرت پیدا ہوئے اور مولد شریف غلام امام شہید میں ہے بارھویں تاریخ ربیع الاول دوشنبہ کے دن وقت صبح صادق بعد چھ ہزار سات سو پچاس برس کے زمانہ آدم سے اس قسم کی عبارتیں راحۃ القلوب وغیرہ رسائل میلادیہ اردو زبان میں ہیں اور عربی مولد برزنجی میں ہے وطاب من حمل التسعۃ اشہر قریۃ ولد فیہ صلی اللہ علیہ وسلم تیلاء الاسنان اور علامہ غریب مدنی کے مولد میں ہے سحر ثانی عشر من ربیع الاول فی یوم الاثنین المعظم ذی المجد۔ پس مکتوب ہونا ان رسائل میں روز و شہر و سال ولادت کا صاف اقرار ہے کہ آپ اس زمانہ میں پیدا ہوئے نہ یہ کہ اب محفل میں پیدا ہوئے نعوذ باللہ منہا منکرین کے بہتان اور افترا کا جواب سوا اس کے کہ خدا قیامت میں جھوٹوں کا منہ کالا کرے اور کچھ نہیں ایک آیت کلام مجید اور فرقان حمید کی اس مقام میں بس کرتی ہے انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون اب تیسری قباحت جو یہ لوگ قیام میں پیدا کرتے ہیں کہ روح نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ یہ لوگ حاضر ناظر جانتے ہیں یہ شرک ہے اس کی تحقیق یہ ہے کہ روح انبیاء ع کا چلنا پھرنا فقہ اور حدیث

کی قول ما شاء اللہ ثم شئت محمد۔ اس سے شرک دون شرک بھی ثابت ہوا اور مشابہ شرک کی ممانعت بھی نکلی اور مماثلت تعظیم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حق تعالیٰ کی تعظیم کیساتھ بھی رد ہو گئی اور مؤلف کا احتمال شرکیہ بھی باطل ہو گیا اور قاعدہ مؤلف بھی مردود ہو گیا بہر حال عبادۃ اللہ کا رسول ﷺ کو کرنا بہر حال شرک ہے اور اطاعت اور بیعت کو اس سے کچھ مناسبت نہیں مؤلف کی بے فہمی محض ہے اب مؤلف کی جرات بیانی اور بے باکی سب ناظرین ملاحظہ کر کے لاحول پڑھیں اور اس کی چرب زبان تقریر دیکھیں قولہ اب دوسری قباحت الخ اقول معترض کے کلام کو مؤلف نہیں سمجھا وہ صراحۃً کہتا ہے کہ گویا اب پیدا ہوئے یعنی جو علین پیدائش کا معاملہ قیام تعظیم کا معاودہ اب کرتے ہیں اور دوسرا امر علم حضور مجلس اور اس میں ہوتا ہے تو شرک امر ثانی کی وجہ سے کہتا ہے اور پہلے امر کو مشابہ فعل ہنود کے فرضی امر کرنے میں ہی کہتا ہے معترض یہ نہیں کہتا کہ اس وقت پیدا ہونا عقیدہ رکھتے ہیں کیونکہ معتقد گویا لکھ رہا ہے پس یہ مؤلف کا جواب اس کے اعتراض کا جواب نہیں قولہ کیوں کہ ہم صراحۃً نام تاریخ اور سن کا لیتے ہیں یہ عقیدہ نہیں الخ اقول سو یہ اعتراض سے کیا مناسبت رکھتا ہے وہ اعتراض یہ کرتا ہے کہ فرضی امر کو اصلی جیسا بنا کر اصلی کا معاملہ کرتے ہیں مؤلف کچھ اور ہی جواب دے رہا ہے پس ناظرین اس فہم مؤلف پر تحسین کہیں اور انصاف کریں کہ مفتری کون ہے قولہ تیسری قباحت الخ اقول اس بات کو خوب یاد کر لینا ضروری ہے کہ عقیدہ سب کا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور عالم غیب میں اور جنت میں جہاں چاہیں باذنہ تعالیٰ چلتے پھرتے ہیں اور اس عالم میں بھی حکم ہو تو آ سکتے ہیں

بے کار ۳ تہمت لگانے والا۔

سے ثابت ہو صحیح کی حدیثوں میں وارد ہے کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے تئیں انبیاء کی جماعت میں دیکھا یہ موسیٰ ع
نماز پڑھتے ہیں یہ عیسیٰ ع پڑھتے ہیں یہ ابراہیم ع پڑھتے ہیں فحانت الصلوٰۃ فاممتھم یعنی اتنے میں نماز کا وقت آگیا میں ان کا امام
ہوا روایت کیا اس کو مسلم نے اور قرطبی نے ابن عباس سے یہ روایت کی ہے کہ بیت المقدس میں اللہ تعالیٰ نے آدم ع سے لے کر کل انبیاء کو
جمع کر دیا سات جماعتیں حضرت کے پیچھے تھیں اور فتاوی سراجیہ کے باب مسائل متفرقہ میں ہے امامۃ النبی علیہ السلام لیلۃ المعراج
لارواح الانبیاء علیہم السلام کانت فی النافلۃ ان روایات فقہ و حدیث سے ثابت ہوا کہ سب پیغمبروں کی روحیں اپنے اپنے مقامات
سے سمٹ کر بیت المقدس میں حاضر ہو گئیں اور نماز یہاں آ کر پڑھی اور مشکوٰۃ میں مسلم سے روایت ہے کہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ ہم
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلے جاتے تھے مکہ اور مدینہ کے بیچ میں جب ایک جنگل میں گذرے پوچھا حضرت نے یہ کونسا جنگل ہے
صحابہ نے کہا یہ وادی الازرق ہے فرمایا حضرت نے گویا میں دیکھتا ہوں موسیٰ علیہ السلام کو پھر حضرت نے ان کا رنگ اور بالوں کا حال بیان
فرمایا اور فرمایا موسیٰ ع رکھے ہوئے ہیں دونوں کانوں میں انگلیاں یعنی جس طرح اذان میں اور آواز بلند ہے ان کی ساتھ لبیک کے
گذرے چلے جاتے ہیں اسی جنگل سے کہا ابن عباس نے کہ ہم آگے چلے تو ایک پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچے پوچھا حضرت نے یہ کونسی گھاٹی
کون سا پہاڑ ہے صحابہ نے کہا یہ پہاڑ ہرشا ہے یا لفت ہے آپ نے فرمایا گویا میں دیکھتا ہوں یونس علیہ السلام کو سرخ اونٹنی
پر سوار پشمینہ کا جبہ پہنے ہوئے اور ان کی اونٹنی کی مہار پوست خرما کی ہے اسی جنگل میں چلا جاتا ہے حج کے لئے لبیک کہتا ہوا روایت کی
یہ حدیث مسلم نے کہا شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے کہ چون اتفاق است بر حیات انبیاء علیہم السلام بحیات حقیقی دنیاوی لیکن
محجوب اند از نظر عوام پس بحقیقت نمود ایشاں را بحبیب خود صلے اللہ علیہ وسلم بے منام و بے مثال و بے اشتباہ و بے اشکال الخ

اور صلوٰۃ وسلام ملائکہ پہنچاتے ہیں اور اعمال امت آپ پر پیش ہوتے ہیں اور جس وقت حق تعالیٰ چاہے دنیا کے احوال کشف[1]
ہو جاتے ہیں اس میں کوئی مخالف نہیں مگر یہ کہ ہر جگہ محفل مولود میں اور دیگر مجالس کرمیں ہر روز آتے ہوں یا ہر صورت دندار اور عرض
حالات دنیا کے ہر روز معلوم ہوتے ہوں بدون اعلام حق تعالیٰ کے اس کو تسلیم نہیں کرتے اور یہ کہ سب اشیاء کا علم حق تعالیٰ نے
ان کو دیا ہے اس کو بھی قبول نہیں کرتے بلکہ جس قدر علم دیا جاتا ہے اس قدر کو جانتے ہیں اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں
ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما علمہم اللہ تعالیٰ احیانا وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر
باعتقاد ان النبی یعلم الغیب انتہی پس معترض کی تیسری قباحت یہ ہے کہ یہ سمجھے ہیں کہ روح آپ کی یہاں آیا کرتی ہے اور یہاں حاضر ہے
تو معترض دوام تشریف آوری کہتا ہے یعنی فعلیت کا دوام نہ امکان و وقوع احیانا پس مؤلف اگر اس امر کو ثابت کر دیوے کہ آیا
کرتے ہیں دائما تو اس کا جواب ہووے گا ورنہ امکان حضور سے کچھ فائدہ مؤلف کو نہ ہووے گا اور سب منقول اس کی فضول
ہو دیں گی قولہ ارواح انبیاء کا چلنا پھرنا تھا اور حدیث سے الخ اقول ان روایات معراج سے ارواح کا بیت المقدس میں جمع
ہونا و آسمانوں پر جانا باذنہ تعالیٰ ثابت ہے مگر مولود کی مجلس میں آنا مبحوث ہے نفس حرکت و تقلب ہے یہ خاص تشریف آوری
نہیں ہو سکتی اور قیاس کا محل نہیں باب عقائد قیاس سے خارج ہے حدیث مسلم بھی استدلال مؤلف کا اس سے باطل ہوا اور مشکوٰۃ کی
حدیث سفر حج کی کہ وادی ارزق میں دیکھنا حضرت موسیٰ ع کا اور ہرشا پر حضرت یونس ع کا سو یہ تو ظاہر ہے کہ آپ نے اس وقت نہیں

---

[1] ظاہر [2] خبردار کرنا [3] کبھی کبھی [4] اللہ تعالیٰ کی اجازت سے [5] موضوع بحث [6] پھرنا

قسطلانی نے بھی مواہب میں اس معنی کی طرف اشارہ کیا ہے وقیل هو علی الحقیقة لان الانبیاء احیاء عند ربهم یرزقون فلا مانع ان یحجوا
فی هذا الحال کما فی صحیح مسلم عن انس انه صلی اللہ علیہ وسلم رای موسی قائما فی قبرہ یصلی قال القرطبی حبب الیهم العبادة فهم یتعبدون بما یجدونه
ان احادیث اور عبارات محدثین سے معلوم ہوا کہ ارواح انبیاء حج اور نماز وغیرہ عبادتیں کرتی پھرتی ہیں جو ان کے دل میں آوے اور مشکوٰۃ کے باب المعراج
میں بخاری اور مسلم کی حدیث سب کو یاد ہوگی کہ اس میں بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پہلے آسمان پر حضرت آدمؑ ملے دوسرے پر حضرت یحییٰ علیہ السلام
اور عیسیٰؑ تیسرے میں حضرت یوسفؑ چوتھے میں حضرت ادریسؑ پانچویں میں حضرت ہارونؑ چھٹے میں حضرت موسیٰؑ ساتویں میں حضرت ابراہیمؑ اب دیکھئے آسمان پر
جانے سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تمام ارواح کل انبیاءؑ کی بیت المقدس میں ملی تھیں اور نماز حضرتؐ کے پیچھے پڑھی تھی اب یہ ارواح انبیاء علیہم السلام
آسمانوں پر ملیں یہ کس قدر حرکت ہوئی ہر آسمان اس قدر موٹا ہے جس قدر پانسو برس کا رستہ ہو اور زمین سے آسمان تک اور ہر آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کا
رستہ ہے پس اس تحقیق کے موافق ایک ذراع میں آدم علیہ السلام کی روح ایک ہزار برس کا رستہ اور عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام کی روحیں دو ہزار برس کا رستہ
علیٰ ہذا القیاس ابراہیمؑ کی روح سات ہزار برس کا رستہ طے کر گئے اس سرعت سیر کو یاد رکھو عنقریب ہم کچھ فائدہ اس پر مرتب کریں گے اور لکھا شرح مواہب
لدنیہ میں خاتمۃ المحدثین علامہ زرقانی نے لا یمتنع رؤیة ذاته علیه السلام بجسده وروحه وذلك لانه وسائر الانبياء صلى الله عليهم وسلم ردت اليهم ارواحهم
بعد ما قبضوا واذن لهم في الخروج من قبورهم والتصرف في الملكوت العلوي والسفلي نقل کی یہ کلام زرقانی نے تنویر الحلک تصنیف جلال الدین سیوطی
سے کہ شاہ ولی اللہ کے سلسلہ اساتذہ مشائخ میں ہیں اور خود شاہ ولی اللہ فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں ورأیته صلی اللہ علیہ وسلم فی اکثر الاحوال یبدی ای
صورته الکریمة التی کان علیها مرة بعد مرة فتفطنت ان له خاصية من تقويم روحه بصورة جسده علیه السلام وانه الذی اشار الیه بقوله ان الانبیاء لا یموتون
وانهم یصلون فی قبورهم ویحجون وانهم احیاء اور حضرت مجدد الف ثانی جلد اول کے مکتوب دویست و شصت و دوم میں لکھتے ہیں، امروز در حلقه طلبه او

بجا لاتا بلکہ آپ حکایت کرتے تھے دیکھنے ماضی کی کیوں کر فرماتے ہیں "کانی انظر" گویا دیکھ رہا ہوں اور نہ فرمایا "فانی انظر" پس غالب اور راجح اس میں
یہ ہے کہ معاملہ رؤیا کا ہو اور اگر یقظہ کا ہو تاہم حرج نہیں معترض تقلب ارواح کو باذن اللہ قبول کرتا ہو کلام یہ ہے کہ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ ہر
مجلس میں آیا کرتے ہیں اور نصوص سے جو چلنا پھرنا متحقق ہوگا اس میں کچھ عذر نہیں یہاں قیاس کا باب مسدود ہے پس اس کو کچھ ثبوت مدعا نہیں ہوتا علیٰ ہذا شیخ
عبد الحق کا قول اور صحابہ کا حج کرنے کو جانا اور معراج کی شب میں آسمانوں پر جانا مؤلف کو مفید نہیں اور باب نزاع پر کچھ دلالت اس کو نہیں اور زرقانی کی عبارت جو
تنویر الحلک سیوطی سے نقل کی اس میں بھی صریح ہے کہ خروج عن القبور باذن اللہ تعالیٰ ہے بقولہ واذن لهم الخ مگر تنویر الحلک کی عبارت میں ایک قلیل تحریف
مؤلف کا ہوا ہے اس کی عبارت یوں ہے واذن لهم في الخروج من قبورهم والتصرف في الملكوت الخ واو عاطفہ ہے نہ لام جارہ اور تصرف کے معنی بھی چلنا پھرنا
نہیں فی القاموس تصرف فی الامر احتال وتقلب فتقلب واصطرف فی طلب الکسب انتہی مؤلف نے لام جارہ لکھا اور تصرف کے معنی عرفی اردو کے بتلائے ہیں مگر تاہم اس
سے مدعا کو مفید نہیں چلنے پھرنے سے عالم علوی سفلی میں تشریف آوری مجلس مولود کی لازم نہیں آتی خصوصاً ایسے مجالس بدع و مکروہات اور پھر بیان مشہور
کی حدیث سے کام چلنے کا نہ تھا اسلئے قوال کو اور عبارت فیوض الحرمین میں سے بھی وہی مضمون نکلا جو حدیث مسلم میں تھا حجۃ اور حج کرنا اور اپنے
شکل مبارک کا دکھانا کہ مدینہ طیبہ میں مرقد مبارک پر حاضری کا قصہ ہے جو شخص کا ہوتا جب بھی کوئی مطلب مؤلف کا نہیں نکلتا جیسا آگے آتا ہے
حضرت مجددؒ کی دونوں عبارتوں میں تعلق روحانی ہے اس میں انتقال کی ضرورت نہیں اور متجدد ہونا اور انتقال کرنا بھی ہو تو بھی غرض مؤلف
کی اس سے حاصل نہیں ہوتی اور پھر ان مکاشفات کو قبول کرنا احکام شرعیہ میں ضرور نہیں کہ ان سے حکم ثابت ہو مؤلف کا ایسے موقع استدلال میں

قریب سمجھے داری سکے ارواح کا پھرنا کہ بند

می بینم کہ حضرت الیاس و حضرت خضر علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بصورت روحانیاں حاضر شدند و بے تعلقی روحانی حضرت خضر فرمودند کہ ما از عالم ارواحیم حضرت سبحانہ تعالیٰ ارواح ما را قدرت کاملہ عطا فرمودہ است کہ بصورت اجسام متمثل شدہ کارہائے کہ از اجسام بوقوع می آید از ارواح ما صادر می یابد، اور اسی جلد اول مکتوب نود و دوم میں ہے، دریں انتا عنایت خداوندی دررسید و حقیقت معاملہ را کما ینبغی وانمود و روحانیت حضرت رسالت خاتمیت علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ رحمت عالمیانست دریں وقت حضور ارزانی فرمود و تسلی خاطر حزیں نمودہ، اور سیوطی انتباہ الاذکیا میں احادیث و آثار صحابہؓ سے لکھتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اطراف زمین میں آمد و رفت برکت کے ساتھ فرماتے ہیں اور انبیاء کا مرجانا یہی ہے کہ وہ ہماری نظر سے چھپ گئے، مثل فرشتوں کے نظر نہیں آتے مگر جس ولی اللہ کو دکھا دے انتہیٰ، و امام غزالی گفتہ کہ ارباب قلوب مشاہدہ می کنند در یقظہ ملائکہ و ارواح انبیاء کذا فی اشعۃ اللمعات فی کتاب الرویا اور اسی جگہ لکھا ہے شیخ عبدالحق نے کہ از شیخ ابوالمسعود کہ مصافحہ میکرد آں حضرت را بعد از ہر نماز، اور اسی جگہ لکھا ہے شیخ نے قصہ غوث پاک کا کہ روزے غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ بر کرسی نشستہ بود وعظ می فرمود قریب دہ ہزار کس پایہ مجلس وعظ وے حاضر بود شیخ علی بن ہیتی در زیر پایہ کرسی شیخ نشستہ بود ناگاہ شیخ علی ہیتی را خواب برد پس شیخ عبدالقادر قوم را فرمود ساکت شوید پس ہمہ ساکت شدند تا آں کہ جز انفاس انسان شنیدہ نمی شد پس فرود آمد شیخ از کرسی و بایستاد با ادب پیش علی مذکور و می نگریست در وے پس بیدار شد شیخ علی و گفت شیخ عبدالقادر با دے کہ دیدی تو آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را گفت نعم فرمود ازیں جہت ادب ورزیدم با تو و ایستادم در پیش تو فرمود بچہ وصیت کرد ترا آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفت بملازمت مجلس تو پس شیخ علی گفت انچہ من در خواب دیدم شیخ عبدالقادر در بیداری دید و روایت کردہ اند کہ ہفت کس از مرداں راہ دراں روز از عالم رفتند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، اس سے تین باتیں ثابت ہوئیں ایک تو روح پاک مصطفوی کا مجلس خیر میں آنا دوسرے تعظیم روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حضرت غوث اعظم سے پیر دستگیر کا کھڑا ہو جانا یہ سند ہوئی استحباب قیام کے واسطے تشریف آوری ارباب فضل و اکرام کے تیسرے حضرت غوث پاک کی علو شان اور قوت ادراک دوسرے آدمی خواب میں دیکھیں وہ آپ بیداری میں دیکھا قصہ مختصر

نقل کرنا ان حکایات و مکاشفات کا خالی ناواقفیت قواعد دین سے نہیں چنانچہ یہ مصرح ہو کہ الہام و کشف اولیاء کا مفید حکم اور حجت علی الغیر[1] نہیں ہوتا امام غزالی مشاہدہ کو فرماتے ہیں سو مشاہد[2] کے واسطے ارواح کا مشاہد کے گھر میں آنا ضرور نہیں قلب خود بعید دیکھتا ہے مثل قریب کے باذن اللہ تعالیٰ جس وقت چاہے حق تعالیٰ علیٰ ہذا مصافحہ کرنا علیٰ ہذا قصہ شیخ عبدالقادر گیلانی کا کشف روحی اور رویا روحی ہے اس میں تدلی احتراز کی کچھ حاجت نہیں اور وقت انکشاف کے جب حضور ہو گیا تو ادب ضروری ہوگا پس مولف کا یہ کہنا کہ روح مصطفوی کا مجلس میں آنا محض ناواقفیت معاملہ کشفی سے ہے اگر کوئی خواب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھے تو مولف حکم کرے گا کہ آپ اس کے گھر تشریف لائے اب عقل مولف کو دیکھنا چاہیے اور استحباب قیام کرنے والے کو اسطے ثابت ہے معترض نے کب انکار کیا ہے مولف کی عقل پر غشاوہ[3] ہے اب شہود کے وقت مثل حیوٰۃ کے معاملہ ہونا چاہیے کلام اس میں نہیں ہے مولف کو اصل مطلب فہمی ہی کام ہی نہیں اگر اہل محفل میلاد کو زیارت فخر عالم کی ہوجاوے تو قیام کو کون منع کرتا ہے اور معترض لفظ آیا کرتی ہے پر شبہ کرتا ہے غرض اعتراض کچھ اور دلائل مولف کے کچھ اور عجب قصہ ہے قولہ اور اگر کوئی یہ سمجھے الخ اقول مولف نے آپ ہی اعتراض بنایا کہ آپ مستغرق مشاہدہ حق میں ہیں توجہ الی الدنیا کیوں کر ہو سکتی ہے اور آپ ہی جواب دیا کہ آپ کی وسعت علم کو یہ مانع نہیں اور تفسیر عزیزی و زرقانی سے حجت لایا مگر عجب ہے کہ اس کا نہ معترض مانع تھا اور نہ مولف کو کچھ فائدہ عبث اوراق سیاہ کرتا ہے معترض دوام تشریف و رونق روح پاک کا اور مجالس میں انکار کرتا ہے مولف امکان علم و حضور ثابت کرتا ہے نہ گھر کی خبر نہ اپنے ہوش اور حضرت عزرائیل کی مثال بے محل

[1] غیر کے مقابلہ میں دلیل [2] مشاہدہ کرنے والا [3] پردہ،

کہ روح نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر آمد و رفت فرماتی ہے اور اگر کوئی یہ سمجھے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حضوری میں مستغرق ان کو دنیا کی طرف کب توجہ ہوتی ہوگی جواب اس کا یہ ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں والقمر اذا اتسق کی تفسیر میں "و بعضے از خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ و استغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد" جب اولیاء اللہ کا یہ حال ہے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال تو بدرجہا اس سے فائق ہوگا چنانچہ خاتمۃ المحدثین زرقانی صفحہ ۳۰۴ مقصد عاشر میں لکھتے ہیں "ولا ریب ان حالہ صلی اللہ علیہ وسلم فی البرزخ افضل واکمل من حال الملائکۃ ہذا سیدنا عزرائیل علیہ السلام یقبض الف مائۃ روح فی وقت واحد ولا یشغلہ قبض عن قبض وہو مع ذلک مشغول بعبادۃ اللہ تعالیٰ مقبل علی التسبیح والتقدیس فنبینا صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ یصلی بعبادۃ ربہ ولا یزال فی حضرۃ اقترابہ متلذذ بسماع خطابہ وکذا ان کان شانہ وعادتہ فی الدنیا یفیض علی امتہ من سبحات الوحی الالٰہی مما افاضہ اللہ ولا یشغلہ ہذا الشان وہو شان افاضۃ الانوار القدسیۃ علی امتہ عن شغلہ بالحضرۃ الالٰہیہ" یعنی آپ کا قبر میں بھی حال ہے اور دنیا میں بھی یہی تھا کہ امت پر فیضان جاری رہتا تھا اور خدا سے ملے رہتے تھے اور ادہر کی مشغولیت سے اودہر کی مشغولی میں فرق نہ آتا تھا اودہر اللہ سے واصل اور ادہر مخلوق میں شامل۔ خواص اس برزخ کبریٰ میں تھا حرف مشدد کا سا ادہر توسع ادراک علم و قوت استعداد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر اودہر سرعت انبیاء کی سرعت سیر معلوم کہ حضرت ابراہیم معراج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات بیت المقدس سے ساتویں آسمان پر سات ہزار برس کا رستہ طے کرکے ادنیٰ فرصت میں پہنچ گئے چنانچہ ہم روایت اس کی بیان کر چکے پھر کیا استحالہ بال جان ہو ہمارے منکرین کو کہ صرف چند محافل میلاد جو چند شہر متعددہ میں منعقد ہوتی ہیں ان میں بسرعت سیر حاضر ہو جانے کی قدرت روح پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہیں مانتے وہ پیغمبر سید المرسلین جو ابراہیم خلیل اللہ سے بھی افضل بالاتفاق ہیں مفضول تو سات ہزار برس کی راہ طے کرے ایک دم میں اور افضل الافاضل چند مقامات کی سیر نہ کر سکے کمال کم فہمی کی بات ہے اور اس پر طرہ یہ کہ جو ایسا اعتقاد کرے اس کو مشرک قرار دیں سبحان اللہ شرک کے معنی بھی یہ حضرات خوب سمجھے واضح ہو کہ بہت مقامات میں حاضر ہو جانا ایک زمانہ میں روح مبارک کا جس کو یہ لوگ شرک کہتے ہیں اس کی تشریح اس رسالہ میں گذر چکی جہاں چاند سورج اور ملک الموت کی تمثیل ہے اور کتاب دافع الاوہام میں کلام محققین مستندین سے ثابت کیا گیا کہ روح کاملین کی آن واحد میں مقامات متعددہ میں جا سکتی ہے جس کو دیکھنا ہو وہاں دیکھ لے اب ہم تماشے کی بات سناتے ہیں ہٹ دھرمی اسی کا نام ہے مولوی اسماعیل صاحب اپنے پیر کے واسطے کتاب صراط مستقیم میں روح خواجہ عالیشان اور روح غوث پاک کو بغداد و بخارا سے مدینہ پیر تک آنا بیان فرماویں وہ تو آمنا و صدقنا اور دوسروں کے واسطے تعلّی

پہلے جواب اس کا ہو چکا کہ حق تعالیٰ نے حضرت عزرائیل کو ایسی قوت و علم دیا ہے اور ان کے متعلق یہ خدمت کی ہے لیکن فخر عالم کو اس سے صدہا گونہ زائد ہو تو کیا عجب ہے مگر کلام تعلیت میں ہے کہ یہ ہوتا ہے یا نہیں اب خلاصہ نتیجہ دلائل و جواب مؤلف کا دیکھو قولہ پس ادہر توسع ادراک و علم آپ کا اولٰی۔ سبحان اللہ فہم مؤلف پر عجب ہے نہ توسع ادراک کا ذکر نہ سرعت سیر کا انکار کلام تعلیت حضور میں اور تشریف آوری واقعی میں ہے اور قیاس عقلی مؤلف کا امکان میں حالانکہ عقائد کا ثبوت نص قطعی سے ہوتا ہے چند اقوال وہ بھی خارج مبحث ذکر کرکے آنکھ بند کرکے ایک ڈھکوسلا لکھ دیا کچھ تو شرم کرنی تھی کہ عقائد کا مسئلہ اور اعتراض کے خلاف کیا اثبات کرتا ہوں اور کیا لکھتا ہوں اور کیا واجب تھا اب باقی کلام لاطائل کا جواب حضور چاند سورج ملک الموت کا جواب سب مذکور ہو چکا اور سید صاحب کے قصہ کے عدم فہمی کی اطلاع ہو چکی

ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور۔

بنا بریں لکھوا جاتا ہے کہ من تمثل ان الارواح المشائخ حاضر نقد دیکھیں اس جلسہ تری اور حمیت پر کمال افسوس سوال حاضر ہوجانا روح کا ممکن الوقوع تو ہے لیکن امکان وقوع کو وقوع ضرور نہیں ہے پھر کس طرح معلوم ہوا کہ ان محفلوں میں آجاتی ہے جواب ارواح کا آنا کوئی امر حسی آنکھوں سے دیکھنے کا نہیں کہ ہر کوئی دیکھ لیتا سکے بلکہ امر باطنی قسم عالم امر سے ہے اس کا ثبوت ارباب مکاشفہ سے ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کا قلب صاف اور نفس ان کا کدورت سے پاک اور نظر باطنی ان کی عمیق سبب اس قسم کے آدمیوں کے منامات میں بھی بشارت ہوئی کہ حضور کا گذر مولد شریف میں ہوتا ہے اور بعض صلحا مجلس میلاد میں مشرف بزیارت ہوگئے محمد بن یحییٰ جو کہ معظم مذہب حنبلی کے مفتی تھے علمائے اعلام و مقتدایان دین اسلام سے نقل کرتے ہیں کہ عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یحضر روحانیتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسی طرح علامہ زین العابدین برزنجی جن کا مولد شریف منظوم دیار عرب کی محافل میں پڑھا جاتا ہے وہ مقام قیام میں لکھتے ہیں ابیات لقد سن اھل العلم والفضل والتقی: قیامًا علی الاقدام مع حسن امعان: بتشخیص ذات المصطفیٰ وھو حاضر: بای مقام فیہ یذکر بل دان، اور شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ میں تین مقام پر ایک جگہ موقع سلام میں دوسری جگہ خصائص میں تیسری جگہ تعلیم آداب تصور جمال روح مبارک میں تصریح کی ہے ساتھ حاضر ہونے روحانیت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اور شعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں بھی یہ ذکر فرمایا ہے جس کے دیدہ بینا ہوں ڈھونڈ کر نکال لے یہ دونوں کتابیں کثرت سے موجود ہیں اور اس مسئلہ

اگر چہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور سنتے بھی ہیں مگر ہر وقت یہ بات ضروری نہیں، کشف کی حقیقت اور یہ کہ کشف سے احکام ثابت نہیں ہوتے

قولہ والحاضر ہوجانا روح کا ممکن الوقوع الخ اقول مؤلف نے یہ عبارات نقل کیں اور فی الحقیقت اصل مدعا کو اس سے کچھ مساس نہ تھا یہ بھی ایک فریب دہی تھی کہ عوام تو جان جاتے ہیں کہ بہت سی روایات سے یہ مدعا ثابت کیا ہے مگر اہل علم سمجھ جاویں گے کہ یہ محض تطویل بے سود ہے لہٰذا بندہ نے ہر عبارت پر اشارہ کر دیا ہے کہ اس کو مدعا سے علاقہ نہیں آخر مؤلف کو خود ہوش آئی تو سوال جواب کر کے اس کو رفع کرنا چاہتا ہے خلاصہ سوال تو ظاہر ہے کہ سب روایات سے تقلب ارواح کا معلوم ہوتا ہے مجلس مولود میں آنا کس طرح معلوم ہو کیوں کہ معلوم ہونے کے طریق معتبر دین میں تین ہیں یا حواس سو وہ تو یہاں نہیں دوسری عقل سو ظاہر ہے وہ یہاں مفقود ہے کیوں کہ یہ امر عقل سے ثابت نہیں ہو سکتا، تیسری خبر رسول سو بھی اس باب میں غیر موجود پس مدعا پر دلیل کس طرح ہو سکتی ہے اب مؤلف کا جواب قابل سننے کے ہے کہ کہتا ہے کہ یہاں آنکھوں سے علم ہو سکتا ہی نہیں یعنی حواس کا کام نہیں کہ اس کو دریافت کرے اور اخبار متواترہ خبر رسول کی جو قطعی ہوں وہ بھی مفقود مگر ارباب مکاشفہ سے ثبوت ہو سکتا ہے الغرض مؤلف نے اقرار کیا کہ ہر سہ امر طریق علم کے جو معتبر شرع میں ہیں یہاں نہیں پائے جاتے اب باب مکاشفہ کی خبر معاملہ سے اور رویا سے ثابت ہوتا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ مؤلف نے اس قدر تطویل بے سود کر کے کہا تو یہ کہا کہ خواب میں اور مکاشفہ میں لوگوں کو معلوم ہوا ہے اور خود محقق ہے کہ دین میں علی الخصوص اعتقادیں رویا اور کشف کا اعتبار نہیں اور اس سے کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہوتا خصوصاً مسئلہ عقائد تو اب سب ارباب عقل غور کریں کہ فقط مدار عقیدہ مؤلف کا خوابوں اور مکاشفات پر ہے پھر اس قدر روایات بے سود نقل کرنا اگر فریب دہی نہیں تھا تو کیا تھا اول ہی لکھ دیا تھا کہ خواب سے یہ معلوم ہوتا ہے جو آخر کہا اول سے کہتا پس اب ہم کو جواب میں یہ کافی تھا کہ یہی کہہ دیتے کہ شرعاً یہ سب غیر معتبر ہیں خدا تعالیٰ مؤلف کو ہدایت کرے کہ گوشت ماخورد حلق خود بدرید، اور مآل کار اس ہی اپنی اصل پر آ گیا اشارہ و نا رویا اور دعویٰ کو دلیل سے مناسبت نہیں اور جواب کو اعتراض سے علاقہ نہیں توبہ توبہ اور شیخ عبدالحق نے مدارج النبوۃ میں بعض حکایات اولیاء کی نقل کر کے یہ آخر میں لکھ دیا ہے کہ ،، بالجملہ دیدن آنحضرت بعد موت مثال است چنانچہ در نوم مرئی شود در یقظہ نیز می نماید و آں شخص شریف

ف ارواح کا پھرنا ف وہ احادیث جن کی سند صحت کو پہنچی ہو ف خواب۔

کی زنگ بے بوئے خود کلام شاہ ولی اللہ صاحب میں موجود ہے فیوض الحرمین میں اپنے مشاہدہ کے بیان میں جو مدینہ طیبہ میں جا کر حاصل ہوئے فرماتے ہیں درایتہ مستقرا
فی اللہ ناحیۃ متوجہا الی الخلق ذی بالناس عظرت فاذا توجہ الیہ الانسان یجھل الاوارید انسان الوالی اللہ فتطابل کل نفس کہیئۃ یشتاق الی الشئی
دفتوجہ الیہ بقصدہ وشوقہ فالقلب لیتقی لی الیہ وراثتہ صلی اللہ علیہ وسلم　　اس عبارت میں صاف بیان ہے کہ حضرت کا خوب اس کھلا ہوا خوشی سے اس کے خطرت
جو مدح پڑھے حضرت کی اور درود وسلام بھیجے اور جب کوئی مشتاق عشق دل سے بہت لگاتا ہے اور متوجہ ہوتا ہے حضرت کی طرف تو آپ اترآتے ہیں اس کی پاس
یہ خلاصہ مضمون شاہ ولی اللہ صاحب کا بعینہ ان کے الفاظ میں ہے اور جو کوئی زیادہ تحقیق چاہے تو اصل کتاب فیوض الحرمین کی طرف رجوع کرے یا دے گا اسمیں
زیادہ تر تشریح اور توضیح اس مطلب کی سوال ، روح مبارک کا حاضر ہوجانا تو چنداں بعید نہیں لیکن حاضر جب ہو سکتی ہے کہ یہ خبر ہو وے کہ کہاں
کہاں مجلس ہے اور غیب کی خبر کسی کو نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ نمل میں قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ اور حکم
کیا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورہ اعراف میں کہہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر
وما مسنی السوء اگر جانتا میں علم غیب بہت حاصل کرتا میں منفعت اور نہ پہنچتا مجکو نقصان جواب اس کا یہ ہے کہ اگر آپ صاحبوں کو ان آیتوں پر
ایمان ہے تو بہت اچھی بات ہے لیکن آدمی کل قرآن پر ایمان لانے سے مسلمان ہوتا ہے ایسا تو نہ چاہیے کہ کسی آیت پر ایمان ہو اور کسی سے انکار ہو جیسا فرمایا
اللہ تعالیٰ نے افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض پس تم کو چاہیے کہ دوسری آیتوں کو بھی جانو سورہ آل عمران میں ہے وما کان اللہ لیطلعکم علی
الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء یعنی اللہ تعالیٰ نہیں کرتا کہ تم کو خبر دیوے غیب کی لیکن اللہ تعالیٰ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں جس کو چاہے
اور سورہ جن میں ہے عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول یعنی اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اپنی غیب کی بات کسی کو نہیں کھولتا
مگر جو پسند کر لیا کوئی رسول ان چاروں آیتوں کے ملانے سے اہل سنت والجماعت کا جو مسئلہ اعتقادی ہے وہ کھلتا ہے یعنی اصل عالم الغیب اور علام
الغیوب اللہ تعالیٰ ہے زمین وآسمان میں کوئی ایسا نہیں جو یقینی طور پر کسی بات کو بلا تعلیم والہام حق جان لے ہاں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے برگزیدہ
رسول کو جس کو چاہے خبریں غیب کی بتا دیتا ہے پس جو شخص یوں کہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ بھی غیب کی بات نہیں جانتے وہ منکر ہوا

کہ در مدینہ آسودہ ومی است جہان متمثل می گردد در یک آں خواص را در یقظہ عوام را در منام انتہی پس دیکھو حقیقت انکشاف کی یہ ہے کہ ارباب قلوب
صافی کے مخیلہ میں تمثیل ہوتا ہے اور خود آپ بجائے خود ہیں اور تشریف آوری اور حضور کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ان وقائع سے مؤلف تشریف
آوری ثابت کرتا ہے اور ناواقفیت حقیقت کشف سے خود شیخ اس کے معتقد نے مؤلف کے سب دلائل دکر دیئے مؤلف محض خراب خیال پر اپنی
عقائد اپنی اور خلق کے برباد کر رہا ہے افسوس علی ہذا شاہ ولی اللہ صاحب جو شخص قبر مبارک پر متوجہ ہوتا ہے اس کا حال فرماتے ہیں اور اگر دور سے یہ امر
ہو تو بھی ممکن ہے اور پھر یہ قصہ کشف والہام کا ہے جو شرع کی دلیل نہیں اور مدح وصلوٰۃ وسلام میں خود وارد ہے فان صلوتکم معروضۃ علی
الحدیث اور احادیث میں تبلیغ ملائکہ کی موجود ہے پس مؤلف نے بغیر حقیقت کشف اور منام کے مطلع ہوئے بے فہم ناتمام سے تراش لیا کہ خود روح
مبارک ہی صاحب کشف کے گھر آجاتی ہے اور مجلس بنا کر لکھدی کچھ غیرت نہ کی معاذ اللہ واے کہ درویں نہی رخنہ گری پیدا شد ، اور کشف الغطا
میں لکھا ہے کہ یہ سب منام ویقظہ دیکھنا مشاہدہ تمثال ہے نہ عین حقیقت آپ کی پس سب تقوہ مؤلف کا وہم دباطل ہو گئی قولہ سوال روح مبارک
کا حاضر الخ اقول یہ سب جواب محض تطویل اور کم فہمی ہے یہ کوئی نہیں کہتا اور اس اطلاع سے جو مؤلف نے لکھی حضور روح مبارک کا ہرگز
ثابت نہیں ہوتا ایک لغو تقریر ہے بذریعہ ملائکہ کے درود وسلام کا پہنچنا اور کشف واطلاع باذنہ تعالیٰ سب کچھ درست مگر اصل مدعی کا حال

ہاں اگر تمہاری تا زمہرے سامنے پیش کی گئی سلہ معاذ اللہ نبی کے دین میں اس طرح رخنہ ڈالتے ہیں سلہ ڈینگ .

اللہ تعالیٰ کے کلام کا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے چھانٹ لیتا ہے واسطے اخبار غیبی کے جس کو چاہے اور نیز منکر ہوا وہ حدیث رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ مشکوٰۃ کے باب المعجزات میں روایت ہے عمرو بن اخطب انصاری سے کہ نماز جماعت پڑھائی ہم کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فجر کی اور منبر پر چڑھے ہم کو نصیحت فرمائی یہاں تک کہ ظہر کا وقت آگیا تب اترے منبر سے اور نماز پڑھی پھر چڑھے منبر پر فرماتے رہے نصیحت پھر عصر کا وقت آگیا پھر اترے اور نماز پڑھی پھر چڑھے منبر پر یہاں تک کہ چھپ گیا سورج اس دن بتادیا ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ ہونے والا قیامت تک اب ہم میں زیادہ عالم وہ ہے جس کو اس وقت کی زیادہ باتیں یاد ہیں روایت کی یہ حدیث مسلم نے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بہت خبریں غیب کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہیں علاوہ اس کے بہت حدیثیں اس باب میں وارد ہیں بباعث طول کے اعراض کر کے شاہ عبدالعزیز صاحب کے کلام پر اعتماد کرتا ہوں شروع سیقول میں فرماتے ہیں کہ جو کچھ حضرت نے خبر دی ہیں حاضر غائب کی سب پر اعتقاد واجب ہے اور یہ بھی لکھا ہے اسی جگہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہر امتی کو جانتے ہیں کہ وہ کس درجہ کا آدمی ہے فرشتے حضرت کو خبر پہنچاتے رہتے ہیں اور قبر نبوت سے حضرت پہنچاتے ہیں سب امتیوں کو یہ عبارت ہم نقل کر چکے ہیں نور اول کی لمعہ ثانیہ میں اور نقل کر چکے اسی مضمون کی روایتیں بزاز و زرقانی و قسطلانی وغیرہ سے اسی مقام میں جب یہ باتیں ثابت ہو چکیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوجانا محافل میلاد کا کون بڑی بات ہے علاوہ اس کے محفل میلاد شریف میں مدح اور کثرت سے درود وسلام پڑھا جاتا ہے جب یہ کثرت سے جلسہ کا درود وسلام فرشتے حضرت کو پہنچاتے ہوں گے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے پھر کیوں نہیں خبر ہوتی ہوگی اس جلسہ کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور شاہ ولی اللہ کا کلام فیوض الحرمین میں سے ہم نقل کر چکے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم متوجہ ہیں خلق کی طرف اور یہ بات ظاہر ہے کہ جس شخص کی توجہ ہوتی ہے وہ اولیٰ خبر پہنچنے میں جھک جاتا ہے اس کی طرف اور یہ بھی انہوں نے لکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوتے ہیں اس سے جو ان پر درود سلام اور مدح اور نعت پڑھتے ہیں پس خبر پالینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس طرح بخوبی ہو سکتا ہے نہ اہل سنت والجماعت پر یہ عیب لگتا ہے کہ یہ لوگ رسول مقبول کو عالم الغیب جانتے ہیں اور نہ یہ کہ ہر جگہ ان کو حاضر و ناظر جانتے ہیں اب فکر کرنا چاہیے ان حدیثوں میں جن کو علامہ زرقانی اور اسماعیل آفندی وغیرہما علماء حدیث و تفسیر نقل کرتے ہیں اس طرح کہ سب پیغمبروں کو ان کی امت کے اعمال پر اور والدین کو ان کی اولاد کے اعمال پر ہر جمعہ میں مطلع کرتے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دو بار اطلاع کرتے ہیں ایک روز جمعہ اجمالاً جس طرح اور سب پیغمبروں کو امتوں کی حالات پر مطلع کرتے ہیں اور دوسرے ہر روز صبح و شام بطور تفصیل دوبارہ آپ کے آگے اعمال امت پیش کرتے ہیں گویا یہ درجہ حضرت کا دوسرے پیغمبروں پر زائد ہوا کہ آپ کو بروز جمعہ اجمالاً مطلع کیا اور نیز دوبار تفصیلاً ہر روز میں جو کوئی محفل کرتا ہے اکثر تو یہ ہے کہ ایک دو دن پہلے سے اس کی اطلاع ہوتی ہے اور اس کے سامان شروع ہوتے ہیں ورنہ یہ تو ضرور ہوتا ہے کہ اگر شام کو محفل ہو تو صبح سے کچھ انتظام شیرینی یا کھانے وغیرہ کا ہونے لگتا ہے اور اگر صبح کو محفل ہو تو شام سے شروع ہوجاتا ہے اور اطلاع آدمیوں کو شروع ہوجاتی ہے تو سمجھنا چاہیے جب کہ ہر روز دو مرتبہ صبح و شام حضرت کو خبر اعمال امت کی پہنچائی جاتی ہے جس کے گھر میں شام کو محفل ہوگی جو کچھ اس نے صبح کو سامان کیا ہوگا یا کسی کو خبر

اوپر کے قول سے معلوم ہو چکا کہ محض بنا بر منام و کشف پر ہے اور پھر وہ بھی محض قیاس عقل کا تمام مؤلف کا اور یہ حجت شرعیہ نہیں کتب عقائد میں مذکور ہے اور یہ امر مشہور ہے مخفی نہیں گو مؤلف کو علم نہیں سو اس کی فضول طویل کلام خود لغو ہو گئی مطلب کچھ علاوہ اس کا نہیں ظن و تخمین کا عقیدہ مؤلف کا ہوا آپ ہی ایک دفعہ کہتا ہے بقولہ حضور بھی احسان و نوازش فرماتے ہوں گے اور پھر آپ ہی کہتا ہے بقولہ جلوہ فرما ہے